

## مغرب میں مسلم آبادی: اضافہ اور اثرات

رضی الدین سید

یورپ اور امریکا میں عیسائیوں کی کم ہوتی، اور مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی آبادی کو آسانی سے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ اس معاملے کو سرسری انداز سے دیکھنے والے حضرات، ان مسلم دانش ورثوں پر جو اس کے اثرات کا تجزیہ کرتے ہیں، طنزیہ فقرے کتے ہیں کہ: ”مسلمان تو بس اسی بات پر خوش ہوئے جارہے ہیں کہ مغرب اور دنیا بھر میں ان کی آبادی تیزی کے ساتھ بڑھ رہی ہے۔“ معلوم ہونا چاہیے کہ بات اتنی سرسری سی بھی نہیں ہے۔ آبادی کے اُتار چڑھاؤ، اور توازن و عدم توازن کے تہذیبی و تبدیلی اثرات ہوتے ہیں۔

سادہ سی بات یہ ہے کہ اگر کسی دیگر مذہب کے اضافہ آبادی سے مغربی ملک میں ان کی اپنی مقامی و دیرینہ آبادی اقلیت میں تبدیل ہو جاتی ہے، نتیجتاً وہاں کی معاشرت، مذہب، طرزِ تعمیر، کاروبار، اور تعلیم و سیاست وغیرہ سب پر نمایاں اثرات چھوٹی ہے۔ جیسا کہم یورپ کے بعض علاقوں میں آج نمایاں طور پر دیکھ رہے ہیں کہ وہاں حیران کن طور پر مسجدوں کے مینار، جاب و نقاب اور اردو و عربی الفاظ ۵۰ اور ۲۰ کے عشروں کے مقابلے میں بہت زیادہ دکھائی دے رہے ہیں۔

● عدم توازن کی ابتدا: یورپ میں صنعتی احیا کے بعد سے معاشرے کی اخلاقی و دینی تدروؤں میں جزو والی تیزی کے ساتھ رُونما ہوا تھا، اس میں معاش کے بعد سب سے مرکزی توجہ ”عورت“ ہی پر دی گئی تھی۔ اس دور کی عام گھر یا عیسائی عورت کو راہِ راست سے ہٹا کر مخفی بازار کی جنس بنائے جانے کی ہمہ گیرمہم کے پیچے جو قسمیں تھیں، ان میں یہودی سرفہرست تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کے پس پر دہ آبادی گھٹاؤ اور عیش کرو کا نعرہ کا فرمائنا۔ اس مقصد کے لیے تغییر،

## اثرات

ریگنی، انعامات، تحریص، دھونس اور دھمکی کے تمام حرے استعمال کیے۔ دُوراندیشی کی صفت سے محروم عورت بہر حال اس دام ہم رنگ میں پھنسنے چلی گئی۔ نہ صرف یہ کہ وہ گھر سے باہر نکلی، بلکہ لباس کو بھی محض کیا، نہ صرف یہ کہ تمام عشوہ و اداء سے خود کو لیس کیا، بلکہ شادی شدہ ہونے کی صورت میں بیجوں کو جنم دینے سے بھی وہ کتنے لگی۔ ماڈہ پرست (یاماڈہ پرست) عناصر نے اس کا وہ سب سے بڑا جذبہ بھی بالآخر اس سے سلب کر لیا جس کی وجہ سے خالق کائنات نے اسے تمام حقوقِ انسانی پر فضیلت عطا کی تھی، یعنی اس کا جذبہ مادری۔

کم از کم دوسو برس پہلے اٹھنے والی آبادی کم کرو کی اس مہم پر کم اور زیادہ مسلسل عمل کرتے رہنے کے باعث مغرب کی صورت حال اب یہ ہو چکی ہے کہ پورے براعظم پورپ، اور براعظم شمالی امریکا میں مقامی عیسائی آبادی آج نمایاں ترین قلت کا شکار ہو رہی ہے جسے دیکھ کر ان کے ماہرین، اپنے ہی آبادیجادوں کے اس فلسفیانہ نظرے پر سرکپڑے ہوئے بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ بجا طور پر سوچ رہے ہیں کہ آج اگر ان کی آبادی کی صورت حال اس قدر پریشان کن ہے تو مزید تین چار عشروں کے بعد، یعنی ۲۰۵۰ء یا ۲۰۶۰ء تک پہنچ کر تو ان کے اکثر بڑے شہر از خود مسلم شہروں میں تبدیل ہو جائیں گے اور ان کی حیثیت اپنے ہی شہروں میں 'اقلیت' کی شکل اختیار کر لے گی۔

ماضی کی مغربی آبادی کی خصوصیات کا مطالعہ اگر کسی نے کیا ہو تو اسے نظر آئے گا کہ آج سے محض سو سال پہلے تک مغربی گھرانوں، حتیٰ کہ خود بادشاہوں تک کے ہاں بھی آٹھ آٹھ اور دس دس اولادیں ہوا کرتی تھیں۔ ملکہ کٹور یا برطانیہ (۱۸۹۱ء-۱۹۰۱ء) کے نوبچے تھے، جب کہ اس کے بیٹھے جاری چشم کے ہاں بچھے بیٹھے تھے۔

لیکن براہوں تصورِ مساوات، اور نامنہاد آزادی نسوان کی تحریک کا، جس نے مغرب کی عقولوں پر گذشتہ دوسو ہرسوں سے آج تک پرده ڈال رکھا ہے۔ کسی قوم کی بربادی میں اس سے بڑا عامل اور کیا ہو گا کہ اس کی پوری کی پوری آبادی کی عقولوں پر محض چند سر غنہ ماہر افراد قبضہ کر کے بیٹھ جائیں اور اسے ہربات صرف اپنے ہی نقطہ نظر سے سوچنے پر مجبور کر دیں۔ سارے مغرب میں صورتِ حال آج یہی ہے۔ اگرچہ تمام عیسائی قوم قلت آبادی کے شدید مسئلے سے دوچار ہے، لیکن

افسوں کے باوجود اصلاح بھی نہیں کی جاسکتی۔

### مغربی آبادی کی تازہ ترین صورت حال

صورت حال کی بہتر تفہیم کی خاطر گھٹتی ہوئی اس آبادی کی چند مثالیں رسائل و جرائد سے اخذ کر کے ذیل میں پیش کی جاتی ہیں۔ اعداد و شمار آگاہ کرتے ہیں کہ:

- اب سے بیس سال کے اندر اندر تک ۳۰ تا ۴۰ فی صد یورپی شہر مسلمان ہو چکے ہوں گے۔ (اور یانہ فلاسی، اطاعی صحافی، بحوالہ روز نامہ دن، کراچی، ۱۳ مارچ ۲۰۰۵ء)

- ۲۰۲۰ء تک برطانیہ میں عیسائی آبادی ۷۲ فی صد سے گھٹ کر مخفی ۳۲ فی صد تک رہ جائے گی۔ (روز نامہ نوائے وقت، کراچی، ۶ ستمبر ۲۰۰۵ء)

- موجودہ صدی کے اختتام یعنی ۲۰۹۰ء تک یورپ ایک مسلم اکثریتی علاقہ بن جائے گا۔ (برنارڈ لوئس، نوائے وقت، ۱۹ جون ۲۰۰۵ء)

- گلاس گو یونیورسٹی میں ریجیسٹریشن استڈیز، کی پروفیسر ”نکول بورگ“ کا کہنا ہے کہ: ”وہ گلاس گو برطانیہ کے علاقے میں ایسے تھا ۲۰۰۰ء ر افراد کو جانتی ہے جنہوں نے عیسائیت ترک کر کے اسلام قبول کیا ہے۔“ (نوائے وقت، کراچی، ۵ مارچ ۲۰۰۷ء)

- برطانوی پالیسی ساز ادارے ”کرچین ریسرچ“ کا کہنا ہے کہ ۲۰۲۳ء تک برطانیہ کے ۴ ہزار چرچ بند ہو جائیں گے۔ (نوائے وقت، کراچی، ۱۵ مارچ ۲۰۰۷ء)

- برطانیہ کے صرف ایک شہر میں ۱۲۵ رہائشیں ہیں جہاں یا تو مسجدیں پائی جاتی ہیں، یا وہاں نماز کے لیے جگہیں (Prayer Area) مخصوص ہیں۔

- نائن لاکھوں کے بعد امریکا میں مساجد کے قیام میں ۷۲ فی صد اضافہ ہوا ہے۔ ۲۰۰۰ء تک امریکی ریاستوں میں مساجد کی تعداد ۱۲۰۹ تھی، جب کہ ۲۰۱۱ء تک ۲۲۰۶ تک پہنچ چکی تھی اور صرف نیو یارک شہر میں ۲۰۱۱ء تک مساجد کی تعداد ۱۹۲ تھی (روز نامہ جنگ کراچی، ۲ مارچ ۲۰۱۰ء)۔ ادھر خود ویٹی کن (روم) سے شائع ہونے والی ایک رپورٹ میں بھی اعتراف کیا گیا ہے کہ زیادہ شرح پیدا ایش اور قبول اسلام کے بعد مسلمانوں کی تعداد پاپاے روم کے مانے والے کی تھوک عیسائیوں سے بھی زیادہ ہو گئی ہے۔ رپورٹ کہتی ہے کہ ساڑھے چھے ارب کی عالمی

اثرات

آبادی میں کیتوںکے عیسائیوں کی تعداد ۷۱ء۳۶ فی صد ہے،

جب کہ مسلمانوں کی تعداد ۱۹ء۲۴ فی صد ہے۔ (بحوالہ جنگ، کراچی، ۳۱ مارچ ۲۰۰۸ء)

اس مختصر جائزے کے بعد اب ہم یہ دیکھنا چاہیں گے کہ تخلیل ہوتی ہوئی مغربی، اور اضافہ

پاتی ہوتی مسلم آبادی کے اثرات مغربی دنیا پر کیا پڑ رہے ہیں؟

● مغربی دنیا پر اثرات: حقائق اور اعداد و شمار آگاہ کر رہے ہیں کہ آبادی کے اس الٹ

پھیر کے نتیجے میں یورپی ممالک کے قوانین میں مسلمانوں کے لیے گنجائشیں نکالی گئی ہیں۔ ان کی

تہذیب میں مسلم تہذیب نے راستے بنائے ہیں، اذانوں اور مسجدوں کی کثرت ہوتی ہے،

حجاب، پردہ اور داڑھی ہر جگہ نمایاں نظر آنے لگے ہیں۔ مدارس اور دارالعلوموں کا سلسلہ جاری ہوا

ہے۔ رمضان کے روزے اور تراویح کا چلن و سعی ہوا ہے۔ ذرائع ابلاغ، خصوصاً ڈی چینلوں پر

مسلم علا، اسکالرز اور دیگر اہم شخصیتیں پیش ہونے لگی ہیں۔ ان کے لیے خصوصی پروگرام نشر کے

جانے لگے ہیں۔ ان کی سرکاری کابیناؤں میں مسلم وزرا کا تقریبی ہونے لگا ہے۔ مذکورہ تبدیلیوں

میں سے چند ایک کا ذکر اب ہم یہاں علیحدہ سے بھی کریں گے۔

● حلال خوراک: مغربی دنیا میں چونکہ حلال خوراک کا تصور نہیں ہے، اس لیے وہاں

منتقل ہونے والے مسلمان تاحیات سبزی اور انڈوں پر گزار انہیں کر سکتے تھے۔ اس لیے اگر وہاں

حلال ذیجوں اور طعام گاہوں کا رواج شروع ہوا، جس کے بعد اب حال یہ ہے کہ حلال کھانے اور

ذیجے والا گوشت وہاں پہلے کی نسبت زیادہ آسانی سے دستیاب ہے۔

مستند حلال فوڈز کے ادارے بھی قائم ہونے لگے ہیں۔ اس طرز کے ادارے نہ صرف

یہ کہ اسلامی دنیا میں قائم ہیں بلکہ خود یورپی ممالک اور امریکا میں بھی موجود ہیں۔ حلال خوراک کی

قبولیت کا حال یہ ہے کہ ان مصنوعات کی عالمی صنعت میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔

ایک خبر کے مطابق عالمی منڈی میں حلال خوراک کا جنم دو کھرب ڈالر تک پہنچ چکا ہے

(جنگ، کراچی ۲۰ اپریل ۲۰۱۳ء)۔ ادھر جرمی میں حلال کنٹرول، کمپنی گذشتہ چودہ برسوں سے

کام کر رہی ہے، جو پورے یورپ میں مختلف مصنوعات کے حلال اور اسلامی معیار کے مطابق

ہونے کی تصدیق کرتی ہے۔ ”فود اینڈ نیوٹریشن کنسل آف آف امریکا“ کے مطابق امریکا میں حلال

اثرات

مصنوعات کی قومی منڈی کی مالیت ۲۰۰ ارب ڈالر ہے۔

(روزنامہ جنگ، کراچی، ۱۶ مارچ ۲۰۱۳ء)

● غیر سودی بنکاری: روایتی اور استحصال پسندانہ سودی بنکاری نے دنیا بھر کے لوگوں کو جو معاشی و ذہنی نقصان پہنچایا ہے، اس کے نتائج سے وہ چیز اٹھے ہیں۔ اس کا مقابل صرف اسلامی غیر سودی بنکاری ہی تھا، جسے پہلے پہل بعض عرب ممالک نے، اور بعد ازاں پاکستان اور ملیشیا وغیرہ نے بھی اختیار کیا۔ تاہم اب حال یہ ہے کہ خود مغربی بنکوں نے بھی عرصہ دراز سے اسے اپنے ہاں رواج دیا ہوا ہے۔ اکثر بڑے بنکوں نے مسلم اور مقامی سرمایہ کاروں کی سہولت کی خاطر غیر سودی شعبے قائم کر دیے ہیں جن کی سربراہی مسلم دنیا کے معروف اسکالر کر رہے ہیں۔

فروری ۲۰۱۳ء تک کی رپورٹ کے مطابق ۵۸ (مسلم و غیر مسلم) ممالک میں ۳۰۰ اسلامی مالیاتی ادارے کام کر رہے ہیں۔ ان اعداد و شمار میں تکافل کمپنیاں شامل نہیں ہیں۔ دوسری طرف موجودہ برطانوی وزیر اعظم ڈیوڈ کیمرون نے بیان دیا ہے کہ: ان کا ملک اسلامی بنکاری کو خوش آمدید کئے میں فخر محسوس کرے گا۔ (روزنامہ جنگ، کراچی، ۳۰ اکتوبر ۲۰۱۳ء)

● حجاب اور داڑھی کاررواج: مغربی دنیا داڑھی اور پردے سے جس قدر وحشت زدہ رہتی تھی، اسی قدر وہاں ان کا رواج بڑھ رہا ہے۔ مسلم دنیا سے مغرب کی جانب نقل مکانی کی شرح جس تیزی کے ساتھ بڑھ رہی ہے، پردے اور حجاب پر جبکی رہنے والی خواتین، اور داڑھی رکھنے پر اصرار کرنے والے مرد بھی اس برہنہ معاشرے میں نمایاں نظر آ رہے ہیں۔ نوائے وقت کراچی کی ایک خبر (۱۱ اکتوبر ۲۰۰۹ء) کے مطابق پیرس کے ایک نوایی علاقے نبیلیوں میں متعدد مسلم خواتین پردے میں دکھائی دیتی ہیں، جس سے یہ نیال بیدا ہو رہا ہے کہ یورپ کے مسلمان تارکین وطن کے باعث وہاں مسلم لکچر کو غلبہ حاصل ہو رہا ہے۔ مصری خاتون مردوہ الشریفی شہید پر جرمی میں عین عدالتی کارروائی کے دوران جو اپنے شوہر کے ساتھ نقاب میں گواہی دے رہی تھی کہ ایک گورے جنوں نے حملہ کر کے اسے شہید اور اس کے شوہر کو زخمی کر دیا تھا۔

ایک اور خبر کے مطابق لندن میں ایک نج نے مسلم نقاب پوش خاتون کی گواہی قبول کر لی۔ خاتون نے کہا کہ وہ عدالت میں سب کے سامنے اپنا نقاب نہیں اٹھا سکتی کیونکہ اس کا

اثرات

نہہب اسے ایسا کرنے سے روکتا ہے۔ جواب میں عدالت نے کہا کہ وہ اس کے عقائد کا تحفظ کرے گی اور اس کا چہرہ محض بند کمرے ہی میں دیکھے گی، تاکہ فیصلے پر پہنچنے میں آسانی ہو۔ (جنگ، کراچی، ۷ اگست ۲۰۱۳ء)

● قوانین میں لچک: ایک خبر کے مطابق ریاست نیویارک میں مسلم پولیس افسروں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ خبر کے مطابق دونوں حکوموں کے پولیس افسران میں ایسے نوجوان بھی ہیں جو نماز، روزے اور حج و عمرے کی ادائیگی کے لیے علائیہ چھٹیاں کرتے ہیں، جب کہ بعض پولیس افسران باقاعدہ روزے رکھ کر بھی اپنے فرائض ادا کر رہے ہیں۔ روزنامہ جنگ (۳ جولائی ۲۰۱۳ء) کے امریکا میں معین نمایدے کی ایک رپورٹ کے مطابق نیویارک پولیس نے ایک کتابچہ تیار کیا ہے جس کا نام ہی Commanders Guidelines for Ramzan ہے اور اس میں غیر مسلم پولیس افسروں کی تفہیم کے لیے مسلمانوں کی ادائیگی عبادت کی پوری تفصیل دی گئی ہے۔

اسی طرح پولیسٹنٹ چرچ آف انگلینڈ نے کہا ہے کہ: برطانیہ کے چند علاقوں میں اسلامی قوانین کو شامل نہ کرنا اب ممکن نہیں رہا ہے۔ برطانوی اسکالرڈ اکٹ روون نے راءے دی ہے کہ اسلامی شریعت کے کچھ حصے اختیار کرنے سے برطانیہ میں سماجی ارتباط میں مدد ملے گی۔ (روزنامہ جسارت اور امت، کراچی، ۹ فروری ۲۰۰۸ء)

● حکومتوں پر مقامی دباؤ: مغربی ممالک میں مسلم آبادی کے مناسب اضافے کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ وہ اپنے ممالک کی حکومت پر مناسب سیاسی و مذہبی دباؤ ڈال سکتے ہیں، جب کہ حکومت بھی اس اثر کو محسوس کر سکتی ہے۔ امریکا میں یہودی اپنی اس حیثیت سے خوب فائدہ اٹھاتے ہیں اور دباؤ ڈال کر اپنے مطالبات منوائتے ہیں۔ پاکستان کے مقابلے میں بھارت کو ترجیح دینے کی بیرونی ممالک کی حکومت عملی مسلم دشمنی کے علاوہ اس کی کم و بیش ایک ارب کی آبادی کا رعب بھی ہے جس کے باعث انھیں وہاں ایک عظیم مارکیٹ دستیاب ہوتی ہے۔

● عبایا کا فروغ: مسلم دنیا میں خواتین کے عبایا کو جس قدر فروغ حاصل ہو رہا ہے، مغربی فیشن ڈائریکٹ بھی عبایا کی مارکیٹنگ کے لیے از خود ڈائریکٹنگ اور نمائش کر رہے ہیں، جس سے

اثرات

عبا یا اور اسکارف کو خود بخود عالمی شہرت اور طلب حاصل

ہو رہی ہے۔ سلسلی نامی ایک عالمی فیشن ڈیزائنر خاتون بیان کرتی ہیں کہ عربی ملبوسات و عبا یا، مغربی خواتین میں بھی راہ بنانے لگے ہیں۔ (روزنامہ جنگ، اپریل ۲۰۱۳ء)

#### ● اسلامی دعوت کا فروغ: مغربی ممالک میں چونکہ تحریر و تقریر کی خاصی آزادی

ہے۔ اس لیے وہاں کے دعویٰ اور جو شیلے نوجوان مردو خواتین اب کھلے عام سڑکوں اور بازاروں میں اسٹال لگا کر Islam - The Religion of Today کے نمایاں پیچ لگا کر مسیحیوں، ہندوؤں اور بیہودیوں کو انفرادی طور پر دعوت دیتے نظر آتے ہیں۔ ان کے پاس انگریزی ترجمہ شدہ خوب صورت قرآن مجید ہوتے ہیں جو وہ اپنے مخالفین کو بلا معاوضہ ہدیہ کرتے ہیں۔ اسی طرح وہاں کے نو مسلم مقامی افراد بھی اپنی تحریروں، تقریروں، کانفرنسوں اور ٹی وی مذاکروں کے ذریعے دعوت دین کے کام کو فروغ دینے میں پیش پیش نظر آتے ہیں۔ ان میں سے بعض جو شیلے مقامی خواتین و حضرات تو کھلے عام یہ کہتے ہوئے پائے جاتے ہیں کہ ہم خود اپنے ملک میں بھی 'شریعت' نافذ کرنا چاہتے ہیں۔

یہ بیان کرنا بھی یہاں ضروری ہے کہ مغرب میں مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی آبادی ہی کا ایک اظہار یہ بھی ہے کہ اب ان کی قومی زبانوں میں اردو اور عربی الفاظ بھی داخل کیے جانے لگے ہیں، مثلاً جہاد، اُمہ، رمضان، انحصار وغیرہ۔ فرید زکریا اپنی کتاب 'امریکا کے بعد کی دنیا' میں آگاہ کرتے ہیں کہ امریکا کی ایجادات میں بے پناہ اضافہ اس وجہ سے بھی ہو رہا ہے کہ غیر ملکی آبادی (بیشمول مسلمان) وہاں کثرت سے پائی جاتی ہے (ص ۱۸۳)۔ یہی نہیں بلکہ امریکا میں پیٹھا گوں، ناسا اور خود امریکی افواج میں بھی مسلم ماہرین اپنی خدمات انجام دیتے نظر آ رہے ہیں۔

مغرب میں مسلم اثرات و دعوت کے بڑھتے ہوئے ان اثرات کی ایک بڑی وجہ وہاں پائی جانے والی تحریر و تقریر کی آزادی، اور عمومی رواداری و برداشت کا عنصر ہے، تاہم کچھ حکمتیں اللہ تعالیٰ کی اپنی بھی ہیں۔ مغربی دنیا چاہے یا نہ چاہے، اسلام تو ان کے شہروں اور ملکوں میں بالا دست ہو کر ہی رہے گا بلکہ عین ممکن ہے کہ اسلام کا ظہور ثانی بھی اب خود انہی کے اپنے ممالک سے ہو۔